



[Handwritten signature]

Qaafqalam.com

ایک رات

مدیحہ شاہ

ایک رات کاما جوا جب وہ معمول کے ہر کام سے بیزار تھی -
زندگی صرف کام ہی کام تو نہیں ہے۔ اس میں فراغت کا بھی کوئی
لمحہ ہونا چاہیے۔ وہ بھی اس لمحے کی تلاش میں گھر سے نکلی
تھی مگر اُسے اچانک ہی ایک اور افتاد سے دو چار ہونا پڑا۔

ایک جگمگاتے مہرے کی گرم زندگی کی کتاب جوا سے اچانک ہی مل گیا تھا

میں سوچتے ہوئے ایک نظم کا بند اس کے ذہن میں گونج رہا تھا
جو وہ بچپن میں سنا کرتی تھی۔ نظم جس کردار کے بارے میں
لکھی گئی تھی، اس کا نام بھی پوچھا۔ اس وقت اسے اس کا یہ
بند یاد آ رہا تھا:

پولی کیتلی چولے پر رکھتی ہے۔
پولی چائے بناتی ہے۔
پولی کپ سجاتی ہے۔

رالف اور بچوں نے حسب معمول خاموشی اور
مستندی سے کھانا کھایا جیسے کوئی فریضہ ادا کر رہے ہوں۔
کھانے کے دوران میں بات کرنا تو درکنار وہ ایک دوسرے
کی طرف دیکھ کر مسکراتے تک نہیں تھے۔ ان کے گھر میں
کھانے پر دس منٹ سے زیادہ وقت ضائع کرنے کا رواج نہیں
تھا۔ پولی ابھی تک میز پر بیٹھی تھی اور دھیرے دھیرے اپنا
کھانا ختم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اپنے گھر کے بارے

APRIL.98 OJASOOSI Q131

کے لیے اس گھر میں کچھ اصول بنائے گئے تھے جن کی سفارش اسکول والوں نے کی تھی۔ "پولی نے اس کی بات کاٹنے ہوئے یاد دلایا۔

"ماما! یہ قسط ہماری دیکھی ہوئی نہیں ہے یہ دیکھ لینے دیں۔" مارشیا منٹائی۔

"طے ہوا تھا کہ بچے صرف روزانہ ایک گھنٹائی دی دیکھیں گے۔" پولی نے کہا۔

"ڈیڈ۔۔۔۔۔" ٹی نے فریادی انداز میں باپ کی طرف دیکھا "آپ نے وعدہ کیا تھا کہ۔۔۔"

"خاموش۔۔۔۔۔" رالف غصے سے چلا اٹھا "مجھے سکون سے یہ قسط دیکھنے دو۔ بحث و مباحثہ بعد میں کریں گے۔"

صوفے کے پیچھے کھڑے کھڑے پولی کا جسم غصے سے لرزنے لگا لیکن اسے معلوم تھا مزید بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بات بڑھ جائے گی اور گھر میں جھگڑا شروع ہو جائے گا۔ گھر کا ماحول جو پہلے ہی خوش گوار نہیں تھا بالکل ہی جہنم بن جائے گا۔ بچوں نے روزانہ صرف ایک گھنٹہ ٹی وی دیکھنے کے اصول سے فرار کا بہترین راستہ تلاش کر لیا تھا۔ ٹی کی ضد تھی کہ وہ "نیکسٹ جنریشن" دیکھا کرے گی جب کہ مارشیا کی فرمائش تھی کہ وہ اسٹار ٹریک دیکھے گی۔ بچوں کے باپ کو دونوں ہی پروگرام دیکھنے کا شوق تھا بلکہ گھر آنے کے بعد اس کا زیادہ تر وقت ٹی وی کے سامنے ہی گزرتا تھا۔ ان حالات میں یہ طے کرنا تقریباً ناممکن ہی تھا کہ ٹی وی کس وقت کھولا جائے اور کس وقت بند رہے گا۔

بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ دھم سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ رفتہ رفتہ اس کے بدن کی لرزش ختم گئی۔ ٹی وی اسکرین پر دو سرے سیارے کی مخلوق کیپٹن کرک کو اغوا کر کے لے جا رہی تھی۔ پولی کے ذہن میں اسی لظم کی اگلی سطریں گونجنے لگیں جو کچھ دیر پہلے اسے بے تحاشا یاد آ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار گویا کوئی ٹیپ چلنے لگتی تھی:

پولی روز کام پر جاتی ہے۔

اور کما کر لاتی ہے۔

پولی دل میں سوچتی ہے۔

خدا کرے کسی روز اس کا پورا کنبہ مرجائے!

آخری سطر اس کے ذہن میں ابھری تو اسے جھرجھری سی آگئی۔ اسے اپنے آپ پر کچھ شرم سی آئی کہ یہ لائن اس کے ذہن میں کیوں آئی "تجھے اس طرح کی باتیں نہیں سوجنا چاہئیں۔" اس نے دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہا اور

ہم سب چائے پیتے ہیں۔
کمانے کے بعد میرے برتن اٹھاتے وقت بھی اس کے ذہن میں یہی یاد گونج رہا تھا۔ برتن دھونے کی مشین میں صبح سے ہی برتن بھرے پڑے تھے۔ وہ رات کے کمانے کے برتن بھی اس میں ٹھونسنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس دوران میں اپنی ناگواری ظاہر کرنے کے لیے اس نے کئی برتنوں کو ذرا زور سے آہیں میں گھرایا لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رہا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ کبھی وہ کام پر سے گھر واپس آئے تو اسے برتن دھونے کی مشین خالی ملے۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ صبح کام پر جانے سے پہلے سارے برتن دھو جایا کرے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسے آفس جانے کے لیے اپنے بچوں اور شوہر سے بھی جلدی ٹکنا پڑتا تھا۔ وہ صبح اٹھ کر تیار ہونے اور ناشتا تیار کر کے انہیں دینے سے پہلے خود ناشتا تیار کر لیتی تھی اور اس وقت وہ ناشتا کر ہی رہے ہوتے تھے جب پولی گھر سے نکل جاتی تھی۔ رالف کبھی کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا البتہ اگر کبھی کسی برتن کا کنارہ بھی ذرا سا جھڑجاتا تھا تو خوب بحث کرتا تھا۔ برتن مشین میں ٹھونسنے کی کوشش کے دوران میں لظم کی دو اور سطریں اس کے ذہن میں ابھرنے لگیں:

پولی برتن دھوتی ہے۔

پولی بستر لگاتی ہے۔

پھر جب اس نے مشین میں صابن ڈال کر اس کا بٹن آن کیا تو اسے لظم کی دو اگلی لائنیں یاد آئیں:

پولی بڑی اچھی عورت ہے۔

سب لوگ یہی کہتے ہیں۔
مشین آن کر کے وہ لاؤنج میں آگئی۔ جہاں رالف دو بچوں کے درمیان صوفے پر بیٹھا تھا۔ تینوں کی نظریں ٹی وی اسکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اسٹار ٹریک، ایک بار پھر ٹی وی پر دکھایا جا رہا تھا اور وہ تینوں دیکھ رہے تھے اس پروگرام کو بھی اس اٹھماک سے دیکھ رہے تھے کہ آنکھ جھپکنا بھی بھول گئے۔ پولی چند لمبے خاموشی سے ان کے پیچھے کھڑی رہی۔ اسکرین پر فائدہ قسط شروع ہو چکی تھی۔ کیپٹن کرک، مسٹر اسپوک سے مشورہ کر رہا تھا۔

آخر کار پولی نے بے آواز بلند بچوں کو مخاطب کیا "سنو۔۔۔۔۔ اگر تم لوگ آٹھ بجے "نیکسٹ جنریشن" بھی دیکھنا چاہتے ہو تو پھر بہتر ہے کہ اسکول کا کام اب کر لو۔"

"ماما! ٹی کرا رہی ہے۔"

یہ سب معلوم ہے پڑھائی میں تمہاری حالت بہتر بنانے

برائے فروخت

ایک کھانا کارہ اے دن چھڑا کنڈیشن میں
برائے فروخت موجود ہے۔ ہارن کی ضرورت نہ اندی
کیٹر کی حاجت۔ ہارن کا کام کار کے دیگر تمام پرزے
انجام دیتے ہیں جن کی خوناک آواز ٹریک کو پوری
طرح چوکنا رکھتی ہے۔ موڈ کا نئے وقت اشارے سے
جلنے کے بجائے مطلوبہ سمت کا دروازہ خود بخود کھل کر
جھولنے لگتا ہے، چوری کا خوف نہ اٹھائے جانے کا
اندیشہ۔ نوادرات جمع کرنے کے شائقین کے لیے
سنہری موقع۔ پہلی فرصت میں الال دین کبابیہ سے
رجوع کریں۔

سوچا کہ اسے ان کو قتل کر کے جیل جانے کی کیا ضرورت
تھی؟ کیوں نہ وہ خاموشی سے انہیں ان کے گندے برتنوں
اور ذہن سُن کر دینے والے ٹی وی کے ساتھ چھوڑ گھر سے
رخصت ہو جائے؟ یہ طریقہ زیادہ مناسب تھا۔ وہ گویا کسی غیبی
سی قوت کے زیر اثر اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے
لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ رالف اور بچے بدستور پلک جھپکائے
بغیر ٹی وی دیکھ رہے تھے۔

بیڈروم کی الماری میں اسے ایک بیگ مل گیا جسے پشت
پر باندھا جاسکتا تھا۔ اس نے اپنا ناٹ گاؤن، ٹوتھ برش اور
میک اپ کٹ اس میں ڈال لی۔ اس کا کوٹ اور شولڈر بیگ
ابھی تک بیڈ پر پڑا تھا۔ وہ جب دفتر سے گھر پہنچی تھی تو کھانا
لگانے کی جلدی میں اس نے وہ چیزیں بیڈ پر ہی پھینک دی
تھیں۔ اس نے شولڈر بیگ میں سے صرف اپنا پرس نکال
کر جیب میں ڈال لیا۔ کوٹ پہن کر اس نے بیگ کمر پر باندھا
اور خاموشی سے دروازے کی طرف چل دی۔ شولڈر بیگ
اس نے دروازے کے قریب میز پر رکھ دیا۔ اسے امید تھی کہ
رالف کو جب اس کے غائب ہونے کا احساس ہوگا اور وہ
اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کرائے گا تو اس بیگ کو ضرور
کھنگالے گا۔ پولی نے عقبی دروازے کا رخ کیا اور احاطہ عبور
کر کے تیزی سے گھر سے نکل گئی۔ اسے اندیشہ تھا کہ اگر وہ
کچھ دیر اور گھر میں رکی تو کچھ نہ کچھ ضرور کر گزرے گی۔

تقریباً ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کر کے اس نے مین روڈ
کو عبور کیا جہاں خاص رونق نظر آرہی تھی۔ یہاں دکانیں
رات کو دس بجے تک کھلی رہتی تھیں۔ زیادہ تر گھروں میں

ٹیلی اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا ذہن "اسٹار ٹریک" میں
الٹا کر کے کوشش کی۔ اسے اب یہ یقین کرنا دشوار محسوس
ہوتا تھا کہ کبھی وہ بھی اس پروگرام کو دلچسپی اور تجسس کے
ساتھ دیکھا کرتی تھی۔ اب یہ اس کے لیے بور، پچھپھا اور
غیر دلچسپ ہو چکا تھا۔ اس کی اپنی زندگی کی طرح!
وہ جب آج ٹرین کے ذریعے کام پر سے واپس آرہی تھی
تو اسے معمول سے زیادہ بھیڑ بھاڑ سے واسطہ پڑا تھا۔ اوپر سے
ٹرین روز کے مقابلے میں نہایت ست رفتاری سے آئی تھی۔
گھر پہنچ کر حسب معمول اسے برتن دھونے کی مشین میں
برتن بھرے ہوئے ملے۔ اس کی بیٹی مارشیا حسب معمول
کھانے کے برتن میز پر لگانا بھول گئی اور کھانا گرم ہونے کے
لیے بائیکرو دیو اودن میں رکھا ہوا تھا۔ پولی اتنی زیادہ تھکی
ہوئی تھی کہ اس نے مارشیا کی سستی اور بے پروائی پر اس
سے الجھنے کے بجائے خود ہی کھانا نکال کر میز پر لگا دینا بہتر سمجھا
تھا۔

اچانک ہوا میں اڑتے ہوئے کسی خطرناک جراثیم کی
طرح ایک خیال اس کے ذہن میں حملہ آور ہوا "کیوں نہ میں
اپنے بچوں کے سر پہل دوں اور اس کے بعد شوہر کو ہلاک
کر دوں۔"

اس نے فوراً اپنے آپ کو لعنت ملامت کی لیکن
دوسرے ہی لمحے اسے خیال آیا کہ آئے دن ایسا ہوتا تو رہتا
تھا۔ بہت سے لوگ ایسے لوگوں کو قتل کر دیتے تھے جن سے
ان کا قریب کا رشتہ ہوتا تھا۔ شوہر بیوی کو، بیوی شوہر کو،
والدین بچوں کو، اولاد والدین کو، غرض کہ دنیا میں کیا
نہیں ہوتا تھا۔

"شاید میں اپنا دماغی توازن کھو رہی ہوں۔" اس نے
اپنے آپ سے کہا مگر ساتھ ہی اسے خیال بھی آیا کہ اگر وہ
ایسا کر گزری جیسا کہ وہ سوچ رہی تھی، تو اسے جیل جانا پڑے
گا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی ذہنی رو بھکی اور وہ سوچنے لگی کہ
ایسے بھی تو بہت سے طریقے ممکن تھے جنہیں اختیار کر کے
انسان قتل کر کے بھی صاف بچ سکتا تھا۔ ہر روز خبروں میں
ایسے جرائم کا تذکرہ ہوتا تھا جن کی گتھی سلجھائی نہیں جاسکتی
تھی۔

اس نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ اسے اس
انداز میں سوچنے سے بچنا ہوگا۔ اس نے اپنی توجہ دوبارہ ٹی
وی اسکرین پر مرکوز کرنے کی کوشش کی۔ ٹی وی پر اب ایک
سوفٹ ڈرنک کا اشتہار دکھایا جا رہا تھا۔ چند لمحے بعد اس نے
اسکرین سے نظر ہٹا کر اپنے شوہر اور بچوں کی طرف دیکھا اور

مرد اور عورتیں دونوں ہی کام کرتے تھے اس لیے خریداری کا موقع رات کو ہی ملتا تھا۔

وہ بین روڈ سے کچھ دور پہنچی تو ایسا علاقہ شروع ہو گیا جہاں روشنی بہت کم تھی اور کوئی آتا جاتا بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سامنے کچھ دور تلکے افق کے پس منظر کے ساتھ کارلٹن ہوٹل کا اونچا سا ہیولا دکھائی دے رہا تھا۔ اچانک پولی کو سامنے سے ایک شخص اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ سڑک کے دونوں طرف فٹ پاتھوں پر کوئی اور راہ گیر نہیں تھا۔

وہ شخص قریب پہنچ کر گویا جان بوجھ کر پولی کے راستے میں حائل ہو گیا۔ تب اچانک پولی کو احساس ہوا کہ وہ کوئی رہزن تھا اور وہ ان سڑک پر پولی کو تنہا کر لوٹنے لگا تھا۔ پولی نے ذرا سا گھوم کر تیزی سے اس کے قریب سے گزر جانا چاہا لیکن اس نے پولی کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ پولی نے پیچنے کے لیے منہ کھولنا چاہا تو مرد نے اس کا ایک باز چھوڑ کر اسے دوسری طرح قابو میں کرتے ہوئے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اسے فٹ پاتھ سے دھکیلتا ہوا قریبی مکان کے کھلے لان پر لے گیا۔

”پیچنے کی کوشش مت کرو۔ صرف ایک لمحے کے لیے خاموشی سے میری بات سن لو۔“ وہ شخص تہی آواز میں ... بے تاب سے بولا ”میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔“ پولی اس کا چہرہ بھی صحیح طور پر نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

پولی کی کمر ایک درخت سے چپکی ہوئی تھی اور وہ اپنے آپ کو اس شخص کی گرفت سے چھڑانے سے قاصر تھی تاہم اس کی بات سن کر اس کا خوف اور دہشت کچھ کم ہو گئی تھی۔

اس شخص نے گردن گھما کر ایک نظریہ دیکھا پھر کھٹی کھٹی سی آواز میں تیزی سے بولا ”وہ لوگ میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ چیز تم یقینی طور پر نورا کو پہنچا دے۔“ اس نے زبردستی پولی کا ہاتھ کھول کر پھولی سی ایک ڈبیا اس کی پھیلی رکھ دی اور فوراً ہی اس کی منٹھی بند کر دی۔ اسی کھٹی کھٹی سی آواز میں تیزی سے بات جاری رکھتے ہوئے وہ بولا ”میرے ساتھ خواہ کچھ بھی ہو لیکن یہ چیز نورا کو پہنچ جانی چاہیے۔ میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں کہ وہ کہاں رہتی ہے۔“

اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ اسی لمحے ٹائروں کی چرچاہٹ کے ساتھ ایک کار گلی کے کونے سے نمودار ہوئی اور وہ شخص پولی کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ وہ فٹ پاتھ پر دوڑتا ہوا ایک اور گلی میں جا گھسا۔ پولی نے کار کو بھی اس رہتی ہے۔“

اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ اسی لمحے ٹائروں کی چرچاہٹ کے ساتھ ایک کار گلی کے کونے سے نمودار ہوئی اور وہ شخص پولی کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ وہ فٹ پاتھ پر دوڑتا ہوا ایک اور گلی میں جا گھسا۔ پولی نے کار کو بھی اس

کے تعاقب میں گلی میں مٹھتے دیکھا۔ چند سیکنڈ بعد ہی ایک چوہ اور پھر گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔

پولی اپنی جگہ سن ہو کر رہ گئی۔ اچانک کار واپس آتی ہوئی دکھائی دی۔ پولی تب بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکی تاہم اس دوران میں وہ غیر ارادی طور پر بیٹھ چکی تھی۔ اس کی ٹانگوں سے گویا جان نکل گئی تھی۔ کار اس کے قریب پہنچی تو اس کی رفتار کم ہو گئی۔ پولی اس کی ہیڈلائٹس کی رسائی سے دور تھی اور بدستور اندھیرے میں تھی۔ اس کے باوجود کار سے چند فاصلے پر ہوئے گولیاں درخت کے تنے اور اس کے عقب میں مکان کی دیوار سے ٹکرائیں۔ دوسرے ہی لمحے کار کی رفتار ایک جھٹکے سے بڑھی اور چند سیکنڈ میں ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ پولی درخت کی اوٹ میں بھی اور وہ اس کی ڈھال بن گیا تھا۔

کار کے غائب ہوتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ڈبیا اس نے غیر ارادی سے انداز میں جیب میں ڈال لی۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ارد گرد کے مکانوں سے آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ پولیس کی کاروں کے سائرن بھی سنائی دینے لگے تھے پھر پولی نے انہیں تیزی سے سڑک سے گزرتے دیکھا۔ وہ جلدی سے لان عبور کر کے عقبی گلی کی طرف چل دی پھر اس راستے سے وہ کارلٹن ہوٹل کی طرف چل دی۔

کارلٹن ہوٹل پہنچنے تک وہ اپنے آپ پر کافی حد تک قابو پا چکی تھی۔ وہ لابی میں داخل ہوئی تو ہوٹل کا ماحول بالکل پرسکون دکھائی دیا۔ شاید یہ اطلاع ابھی وہاں نہیں پہنچی تھی کہ کچھ ہی فاصلے پر ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تھا۔ وہ جب استقبالیہ کاؤنٹر پر پہنچی تب بھی اسے اپنے جسم میں لرزش کا احساس ہو رہا تھا لیکن کلرک نے شاید اس کی کپکپی کو محسوس نہیں کیا۔ وہ پیشہ ورانہ سے لہجے میں بولا ”ہمارے ہاں کوئی کمر خالی نہیں ہے۔“

پھر اس نے نظر اٹھا کر صحیح طور پر پولی کی طرف دیکھا تو شاید اسے اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی دہشت و بے چارگی کا احساس ہوا اور وہ قدرے ہمدردانہ لہجے میں بولا ”آج ایک شخص کو تقریباً اس وقت رخصت ہونا تھا۔ ذرا ٹھہریں۔ میں فون پر اس سے پوچھتا ہوں۔“

اس نے فون پر کوئی نمبر ملا کر چند لمحے کسی سے بات کی پھر ریسپور رکھ کر پولی سے مخاطب ہوا ”وہ شخص چند منٹ بعد ایئر پورٹ روانہ ہونے والا ہے۔ اس کے بعد کمرے کو ٹھیک ٹھاک کرنے میں بھی کچھ دیر لگے گی۔ اگر آپ اتنی دیر انتظار کر سکتی ہیں تو لابی میں بیٹھ جائیں یا پھر چاہیں تو کافی شاپ میں

بھی بیٹھ سکتی ہیں۔ کمر اتار ہو جائے گا تو میں آپ کو بلوا لوں گا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کافی شاپ میں بیٹھ جاتی ہوں۔ میرا نام پولی ہے۔ یہ کہہ کر وہ لابی عبور کر کے کافی شاپ کی طرف بڑھی تو اس نے دیکھا کہ دو پولیس آفیسر ہوٹل میں داخل ہو کر استقبال کمر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ جلدی سے کافی شاپ میں چلی گئی۔

کافی شاپ زیادہ بڑی نہیں تھی۔ وہاں روشنی بہت کم تھی۔ میزوں پر موم بیٹوں کی ساخت کے برقی قمقمے روشن تھے۔ سکون ہونے اور اپنے اعصاب کو معمول پر لانے کے لیے وہ ایک عمدہ جگہ تھی۔ ایک بوتھ میں داخل ہو کر اس نے کمر سے بندھا ہوا بیگ اتار کر دوسری کرسی پر رکھا اور دھم سے بیٹھ کر گہری گہری سانس لینے لگی پھر اس نے آنکھیں بند کر کے رالف، بچوں، اپنے گھر اور اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ اب اسے کیا کرنا تھا؟ یہ ایک اہم سوال تھا۔ صبح اسے انہی کمرؤں میں آفس جانا پڑے گا لیکن بعد میں اپنے باقی کپڑے لینے کے لیے گھر جانا پڑے گا۔ اس نے سوچا۔ لیکن گھر جانے کی صورت میں کسی سے سامنا ہونے کا خطرہ تھا۔ بہتر تھا کہ وہ کچھ نئے کپڑے خرید لیتی اور گھر جانے کا خیال ہی دل سے نکال دیتی۔ اس کے علاوہ اسے رہنے کے لیے بھی آفس سے قریب ہی کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیے تھی تاکہ روزانہ ٹرین کے ذریعے لمبا فاصلہ طے کرنے کی مصیبت سے نجات ملتی۔ اگر وہ اپنی کوئی بھی چیز لینے گھر جاتی اور رالف اور بچوں سے سامنا ہوتا تو بحث و مباحثہ شروع ہو جاتا جو شاید جھگڑے کی صورت اختیار کر لیتا۔ خواہ تو وہ کی بد مزگی سے اعصاب مزید کشیدہ ہوتے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ لوگ اسے قائل کر لیتے، گھر واپس آنے پر آمادہ کر لیتے۔ ان تمام الجھنوں سے بچاؤ کا مذہبانہ طریقہ یہی تھا کہ وہ کمر سے نکل آئی تھی تو اب غائب ہی رہتی۔

اس نے ایک ڈرنک منگوائی اور اس کی چسکیاں لیتے ہوئے دقت گزار کی کے لیے دوسروں کی طرف دیکھنے لگی۔ ایک عورت اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ آئس کریم کھا رہی تھی۔ بچے بہت ہی خوش نظر آ رہے تھے۔ پولی کے اپنے بچوں نے جب تک اسکول جانا شروع نہیں کیا تھا تب تک ان کے ساتھ دقت گزارنا، پولی کو..... ایک خوب صورت تجربہ محسوس ہوا کرتا تھا۔ ایک نو جوان جو ڈاڑھ پر کھارہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے

سے چھوٹی چھوٹی چیزوں کا تبادلہ کر رہے تھے اور نیچی آواز میں باتیں کر کے مخمور سے انداز میں ہنس رہے تھے۔ شاید یہ کسی ہوٹل میں ان کی پہلی ملاقات تھی۔ پولی کو یاد آیا کہ وہ اور رالف بھی شادی سے پہلے کئی مرتبہ اس طرح ہوٹل میں ملے تھے۔

وقت گزارنے سے خاصا مشکل کام محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے ایک اور ڈرنک کا آرڈر دیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ رالف کو اب تک اس کی عدم موجودگی کا احساس ہو چکا ہوگا لیکن اس نے پولیس کو اطلاع نہیں دی ہوگی۔ اس نے یہی فرض کر لیا ہوگا کہ وہ کسی پڑوسن کے ہاں گئی ہوگی۔ مزید کچھ دقت گزارنے کے بعد شاید وہ ملی کو فون کرے۔ ملی ان کی گلی میں رہنے والی وہ روایتی قسم کی عورت تھی جو اپنے تمام پڑوسیوں کے بارے میں ہر بات کی خبر رکھتی تھی اور اسے پورے محلے میں پھیلانے کی کوشش کرتی تھی۔ وہ اگر رالف سے سن لیتی کہ پولی کئی گھنٹوں سے گھر پر نہیں تھی تو یقیناً فون پر پاس پڑوس کے ہر مکین کو اطلاع دے دیتی کہ پولی اپنے شوہر اور بچوں کو چھوڑ کر جا چکی ہے۔ بہر حال پولی کو اطمینان تھا کہ رالف کے پولیس سے رابطہ کرنے سے پہلے وہ ہوٹل میں اپنے کمرے میں پہنچ چکی ہوگی۔

پولیس کا خیال آیا تو اسے یہ بھی خیال آیا کہ شاید کچھ دیر پہلے قریبی علاقے میں ہونے والی فائرنگ کی خبر ملی دی پر آپجنگی ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ”اسٹار ٹریک“ روک کر یہ خبر سنائی گئی ہو۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ ایک شخص کافی شاپ میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک پولیس آفیسر بھی چلا آیا تھا۔ وہ شخص تو اس کے قریب ہی ایک میز پر بیٹھ گیا جب کہ پولیس آفیسر کاؤنٹر پر جا کر وہاں موجود شخص سے باتیں کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد پولیس آفیسر اس کی میز پر آگیا۔ پولی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ تاہم اس نے اپنا چہرہ پاٹ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ پولیس آفیسر بولا ”کچھ ہی دیر پہلے یہاں سے قریب ہی ایک جگہ پر فائرنگ ہوئی ہے۔ ہمیں ایک چشم دید گواہ کی تلاش ہے۔ آپ نے تو کوئی غیر معمولی چیز نہیں دیکھی؟“

پولی نے نفی میں سر ہلا دیا۔ پولیس آفیسر ایک لمحے اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہا۔ پولی کو یوں لگا جیسے اس کے ذہن میں جھانک رہا ہو، اس کے خیالات پڑھ رہا ہو لیکن اس نے مزید کچھ نہ کہا اور قریبی میز پر موجود مرد کی طرف چلا گیا۔ ”ہمیں پتا چلا ہے کہ واقعے کا ایک چشم دید گواہ موجود

دی۔ ”وہ دیر کو اشارہ کرتے ہوئے بولا ”کہتے ہیں کہ اگر آپ گھوڑے پر سے گر جائیں تو صدمے کا بہترین علاج یہ ہے کہ آپ فوراً دوسرے گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔“

”تمہاری طلاق کے بعد میں پہلی عورت ہوں جس سے تم بات کر رہے ہو؟“ پولی نے تصدیق چاہی۔

”ہاں۔۔۔ دفتر میں کام کرنے والی عورتوں کو چھوڑ کر۔“ جو نا تھن نے جواب دیا ”طلاق کے دو ہفتے بعد میری بیوی نے دوسری شادی کر لی تھی۔ میں نے دوستانہ ماحول میں بیٹھ کر کسی عورت سے محض بات کرنے کے لیے بھی مزید ایک ہفتے انتظار کیا۔“

ایک اجنبی کی زبانی روز مرہ زندگی کے ایک افسوس ناک سے مسئلے کے بارے میں سن کر پولی خیالوں کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں واپس آگئی۔ دیر نے اس شخص کے کپ میں دوبارہ کافی انڈیل دی تھی۔

”تمہارا کوئی بچہ نہیں ہے؟“ پولی نے دریافت کیا۔

”دو ہیں۔“ اس نے جواب دیا۔

”تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دس سالہ ازدواجی زندگی کی باقیات کے طور پر دکھانے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔“

”مجھے امید نہیں ہے کہ میری ان سے زیادہ میل ملاقات رہے گی۔“ وہ تھکے تھکے سے لہجے میں بولا۔ اس کی وجاہت اور دلکشی یکدم ہی کچھ کم سی ہو گئی تھی۔ چہرہ جیسے بجھ سا گیا تھا۔ ایک لمحے کے توقف سے وہ بولا ”میری بیوی چاہتی ہے کہ میں بچوں کی سرپرستی کا مکمل حق ان کے سوتیلے باپ کو دے دوں تاکہ ان کی زندگی میں کوئی تشنگی نہ رہے اور وہ ایک نارمل زندگی گزار سکیں۔“ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

”کیا تم اس کی یہ بات مان لو گے؟“

”ابھی میں فیصلہ نہیں کر سکا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میری بیوی کی دوسری شادی بھی شاید کامیاب نہ ہو سکے۔“ شاید یہ صرف تمہاری خواہش ہو۔“ پولی نے خیال ظاہر کیا۔

”ہاں۔۔۔ یہ بات بھی درست ہے۔“ اس نے تسلیم کیا۔ ”کبھی کبھی میں دل میں دعا کرتا ہوں کہ اس کی دوسری شادی پہلی سے بھی زیادہ بُری اور ناکام ثابت ہو۔ لیکن ایسا سوچنے کے بعد میں خود سے نفرت محسوس کرتا ہوں۔“

”کیوں۔۔۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیوی تمہارے پاس واپس آجائے؟“

تھا لیکن وہ عتاب ہو گیا۔ ”پولیس آفیسر اس شخص سے مخاطب ہوا۔“

”مجھے اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔“ اس شخص نے جواب دیا۔

”معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو زحمت دی۔“ پولیس آفیسر نے کہا اور ایک بار پھر پلٹ کر پولی کی طرف دیکھا۔ پولی کا دل گویا اچھل کر حلق میں آگیا لیکن پولیس آفیسر نے عام سے لہجے میں اسے مطلع کیا ”یہ ہم پوچھ پچھ کی رسمی کارروائی کر رہے ہیں۔“ وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پولی اپنے گلاس کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے اپنی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی۔ چند لمحے بعد قریبی میز پر بیٹھا ہوا شخص اٹھ کر اس کے قریب آیا اور بولا ”اگر آپ بُرا محسوس نہ کریں تو میں ایک منٹ آپ سے بات کر لوں؟“

”پلیز۔۔۔“ وہ انکار کرنے لگی تھی لیکن وہ شخص اس کی بات کاٹتے ہوئے مسکرا کر بولا ”یہ نہ سمجھیں کہ میں خواہ مخواہ آپ سے شناسائی پیدا کرنے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے آپ سے صرف بات کرنی ہے۔ میری غرض اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ایمانداری سے کہہ رہا ہوں۔“

وہ تقریباً پولی کا ہم عمر تھا اور رالف سے کچھ بہتر تھا۔ کم از کم شکل و صورت سے وہ کوئی بد قماش قسم کا آدمی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پولی فوری طور پر سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ کچھ دیر کے لیے کسی کی رفاقت حاصل ہو جانے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

”اوکے۔“ آخر وہ بولی۔ وہ شکریہ ادا کر کے اس کے مقابل بیٹھ گیا اور مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا ”مجھے جو نا تھن کہتے ہیں۔“

”پولی۔“ وہ اختصار سے بولی۔

”وہ۔۔۔ دراصل میں نے آج عہد کیا تھا کہ آج رات کسی نہ کسی عورت سے بات ضرور کروں گا۔“ جو نا تھن ذرا ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا ”صرف تین ہفتے قبل میرے اور میری بیوی کے درمیان طلاق ہو چکی ہے۔ ایک جج نے نہایت اطمینان سے میز پر ہتھوڑا مارتے ہوئے اعلان کر دیا کہ ہم میاں بیوی نہیں رہے۔ زندگی کے دس سال گویا ایک لمحے میں ضائع ہو گئے اور ہاتھ خالی کے خالی رہ گئے۔ دکھانے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔“

”بہت افسوس ہوا یہ سُن کر۔“ پولی آہستگی سے بولی۔ ”میں نے سمجھنے کے لیے اپنے آپ کو دو ہفتے کی مہلت

کر سکتا تھا کہ یہ کام میں لے کیا ہو گا۔" پھر وہ کچھ شر سے انداز میں مسکرایا "یہ کام اب تم میرے پستول سے کر سکتی ہو۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے پستول سے میں اپنا کام کر لوں اور بعد میں اسے جھیل میں پھینک دوں؟" پولی نے تصدیق چاہی۔

"ہاں۔ اس کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر تم اپنی پیڑوسنوں اور جانے والوں کی ہمدردیاں سمیٹنا اور ان کے تعزیتی کلمات سننا۔" جونا تھن بولا۔

پولی جھڑپھری لے کر رہ گئی۔ جونا تھن مسکراتے ہوئے بولا "کسی کو قتل کرنے کے بارے میں سوچنا کافی خوف ناک کام ہے۔ انسان کے اندر سے ایک عجیب سا خوف پھوٹنے لگتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس سے عمر بھر نجات نہیں ملے گی۔ کسی کو قتل کرنے کے بارے میں سوچنا خود قتل ہونے کے بارے میں سوچنے سے زیادہ تکلیف دہ کام ہے۔"

"مجھے دونوں کا تجربہ ہے۔" پولی بے اختیار بولی "کچھ دیر پہلے میں اپنے شوہر اور بچوں کو قتل کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کے کچھ دیر بعد خود مجھ پر فائر ہوئے اور میں گولیوں کا نشانہ بنتے بنتے بنی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ پولیس آفیسر جس نامعلوم چشم دید گواہ کو تلاش کر رہا تھا، وہ تم ہی تھیں۔" جونا تھن کی آنکھیں ذرا پھیلیں "تم نے اس کے سامنے انکار کیوں کیا؟" "صحیح وجہ تو مجھے خود بھی معلوم نہیں۔" پولی قدرے شرمندگی سے بولی "لیکن میرا خیال ہے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

"میرے خیال میں تو ایسا نہیں ہے ورنہ وہ تمہارے پیچھے پڑ جاتا۔ اس نے خود کہا تھا کہ وہ رسی پوچھ گچھ کر رہا ہے۔ ویسے اگر تم اسے کچھ بتا دیتیں تو اچھا تھا۔"

"یہی تو مسئلہ تھا۔ میں کچھ بھی نہیں بتا سکتی۔ میں کم روشنی کی وجہ سے کچھ بھی تو صحیح طور پر نہیں دیکھ سکی تھی۔" "گھریلو عورت کا یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ وہ کبھی اچھی چشم دید گواہ ثابت نہیں ہوتی۔" جونا تھن نے ٹھنڈی سانس لی۔ "میں تو مارے جانے والے شخص کی صورت بھی صحیح طرح نہیں دیکھ سکی تھی۔" پولی ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی "اور اگر میں پولیس آفیسر کے سامنے زبان کھول بیٹھتی تو خواہ مخواہ مجھے نہ جانے کہاں تک بھٹکانا پڑتا۔ شاید لیوی پر خبروں میں بھی میرا نام اور تصویر آجاتی۔" "جب کہ تم پہلے ہی گھر سے بھاگنے کی کوشش کر رہی

"ہرگز نہیں۔" اس نے بلا تامل جواب دیا "جو کچھ ہو چکا ہے اس کے بعد اب ہمارے درمیان نباہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ لیکن بس کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ مجھے اپنی ازدواجی زندگی کو بچانے کے لیے ذرا مزید کشادہ دلی سے کام لینا چاہیے تھا۔ بہت چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں جن پر لڑتے جھگڑتے آخر کار ہم ایک دوسرے سے بہت دور چلے گئے۔"

اس لمحے پولی سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ ہوم ورک اور... لیوی وغیرہ بھی لڑنے جھگڑنے کے لیے کیسے چھوٹی چھوٹی باتیں تو نہیں تھیں! وہ دھیرے دھیرے اپنی ڈرنک کی چسکیاں لیتے ہوئے بولی "شاید خدا بھی اپنے بندوں کے اعمال پر کبھی غصا ہوتا ہے۔ اسے بھی غصہ آجاتا ہے۔"

"اور شاید تبھی زلزلے اور طوفان آتے ہیں۔ آتش فشاں پھٹتے ہیں۔" جونا تھن بولا۔

"بعد میں اپنے بندوں کی حالت دیکھ کر خدا کو ایک بار پھر ترس آجاتا ہو گا۔" پولی نے خیال ظاہر کیا۔

جونا تھن کے چہرے پر رونق واپس آنے لگی "جو کچھ ہوا اس میں شاید تھوڑا بہت قصور میرا بھی تھا۔" وہ بولا۔

"میں بھی کچھ اسی قسم کا کام کر چکی ہوں۔" "واقعی...؟ مجھے یقین نہیں آ رہا۔" وہ حیرت سے بولا۔

پولی نے محسوس کیا کہ وہ اس اجنبی سے اپنے مسائل پر گفتگو کر سکتی تھی "میں ابھی ابھی اپنے شوہر کو چھوڑ کر گھر سے نکل آئی ہوں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر میں گھر میں رہی تو اسے قتل کر بیٹھوں گی۔"

"تمہارا یہ کام کس طرح انجام دینے کا ارادہ تھا؟" وہ اطمینان سے بولا۔

"کوئی بھی بھاری چیز اس کے سر پر مار کر۔۔۔" پولی نے جواب دیا "اور اس سے پہلے بچوں کو بھی مار دیتی۔"

جونا تھن نے یوں تنہی انداز میں سر ہلایا جیسے یہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ جیسے اپنے کنبے کو ہلاک کرنا کوئی معمولی سا کام تھا "میرا بھی کئی بار اپنی بیوی کو قتل کرنے کو جی چاہا۔ میں نے تو پستول بھی خرید لیا تھا۔ یہ کام مجھے قطعاً مشکل محسوس نہیں ہو رہا تھا۔"

"لیکن تم پکڑے جاتے۔"

"میں نے سوچا تھا پستول جھیل میں پھینک دوں گا۔"

"کیا وہ رجز نہیں تھا؟"

"رجز تو ہے۔ لیکن میں کہہ سکتا تھا کہ وہ چوری ہو گیا تھا یا کوئی تھا۔ پولیس شک تو کرتی لیکن آلا قتل کے بغیر کچھ ثابت نہیں کر سکتی تھی۔ میرے دوستوں میں تو کوئی یقین نہیں

”اس کی شناخت تو بہر حال ہو جائے گی، یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔“ جو ناٹھن بولا ”جہاں تک اس کنگن کا تعلق ہے تو اس کا معاملہ سربراہ پڑی ہوئی چیز کا ہے۔ یعنی جسے مل جائے وہی رکھ لے۔“

”شاید اس شخص نے یہ کہیں سے چرایا ہو؟“ پولی نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”میرے خیال میں تو ایسا نہیں ہے۔ اس کی گفٹ پیکنگ کی گئی تھی۔“ جو ناٹھن بولا۔

پولی نے ٹھنڈی سانس لی اور کنگن کو اٹھا کر اپنی کالی کے ساتھ جوڑ کر دیکھتے ہوئے بولی ”ویٹر کی بات بہر حال اپنی جگہ درست تھی۔ اس شخص کو نور سے یقیناً بہت محبت ہوگی جو اس کے لیے ایسا تحفہ لا رہا تھا۔“

”لیکن افسوس کہ نور کو اس کا پتا بھی نہیں ملے گا۔“

”کاش میں اس کا یہ تحفہ اس تک پہنچا سکتی لیکن مجھے نہیں معلوم، وہ کہاں رہتی ہے۔ بلکہ مجھے تو اس کا پورا نام بھی معلوم نہیں۔“

جو ناٹھن نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کنگن کو چھو کر دیکھتے ہوئے کہا ”ہو سکتا ہے اس شخص نے اس کے لیے نقد ادائیگی نہ کی ہو۔“

پولی نے ڈبا اٹھا کر دیکھا اور اس پر چسپاں لیل پڑتے ہوئے بولی ”یہ ”جیوٹل باکس اسٹور“ والوں کا ڈبا ہے۔ شاید زیورات کی یہ دکان ابھی کھلی ہو۔“

”اگر تم جا کر ان سے معلومات کرنا چاہتی ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔“ جو ناٹھن نے کہا اور ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کیا۔

”میں یہاں سے فی الحال کہیں نہیں جاسکتی۔“ پولی نے کہا

”میں ہوٹل میں کمر خالی ہونے کا انتظار کر رہی ہوں۔“

”میرا خیال ہے زیورات کی دکان پر جانا دیر سے بھی عقل مندی نہیں ہے۔“ جو ناٹھن کچھ سوچ کر ارادہ بدلتے ہوئے بولا

”شاید وہ یہ کنگن دیکھ کر پولیس کو بلا لیں اور یہ سمجھیں کہ ہم نے کنگن چرایا ہے۔“

ویٹر بل لے کر آیا تو جو ناٹھن ادائیگی کرنے کے بعد اٹھتے ہوئے بولا ”تم یہیں بیٹھو، میں ٹیلی فون پر جیوری اسٹور والوں سے بات کر کے آتا ہوں۔“ اس نے ڈبے میں نئے سے لیل سے فون نمبر نوٹ کیا اور فون کرنے چلا گیا۔

چند منٹ بعد اس نے واپس آکر بتایا ”جیوری اسٹور ابھی تک کھلا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں ایک پولیس آفیسر بول رہا ہوں۔ وہ فائرنگ کی خبر سن چکے ہیں۔ بہت

ہو۔“ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی ”اسی قسم کے اتفاقات کی وجہ سے تو جرائم پیشہ گروہوں کے ہاتھوں ہونے والی خون ریزی میں کوئی پکڑا نہیں جاتا۔ وہ آتے ہیں اور چند لمحوں کے اندر اندر کسی کو قتل کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو اس حد تک سنبھل ہی نہیں پاتے کہ کچھ دیکھ سکیں اور کچھ اپنی مصلحتوں یا کسی خوف کی وجہ سے زبان نہیں کھولتے۔“

پولی کو اب وہ پیکٹ یاد آیا جو اس نامعلوم شخص نے اسے دیا تھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ نکالا اور تب اسے پتا چلا کہ وہ جیکبے نفرتی کاغذ میں لپٹا ہوا تھا جیسے کسی کو تحفے کے طور پر دینے کے لیے پیک کیا گیا ہو ”اس شخص نے گولیوں کا نشانہ بننے سے پہلے مجھے یہ دیا تھا۔“

”اوہ۔ میرے خدا۔! یہ چیز تو اس واقعے کی شہادت کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔“ جو ناٹھن کی آنکھیں پھیل گئیں ”لیکن یہ ہے کیا؟“

”مجھے خود معلوم نہیں۔“ پولی نے جواب دیا ”اس نے کہا تھا کہ یہ نور کے لیے ہے۔ وہ اس کا ایڈریس بتانے ہی لگا تھا۔۔۔ کہ اس کا تعاقب کرنے والی کارگلی میں آن پہنچی۔ وہ بھاگ کر ایک اور گلی میں گھس گیا۔ شاید اس پیکٹ کے اندر اس عورت کا ایڈریس ہو۔“

اس نے اس کاچ ٹیپ اتار کر کاغذ کھولا تو اندر سے چھوٹا سا ایک جیولری باکس برآمد ہوا۔ پولی نے اسے کھولا تو ایک لمحے کے لیے گویا اس کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ اس میں جگمگاتا ہوا ایک کنگن رکھا تھا جو سیاہ مخملی کپڑے پر کچھ زیادہ ہی چمک رہا تھا۔ جو ناٹھن کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

”یہ تو اصلی ہیروں اور پڈا مینم کا کنگن معلوم ہوتا ہے۔“ پولی مرتعش سی آواز میں بولی ”بہت مزنگا ہو گا۔“

جو ناٹھن نے اسے ہتھیلی پر رکھ کر موم بتی نما لیمپ کے قریب کر کے دیکھا۔ وہ کچھ اور جگمگا اٹھا۔ اس دوران میں ویٹر جو ناٹھن کے کپ میں مزید کالی ڈالنے آگیا۔ اس نے بھی کنگن دیکھ لیا اور سمجھا کہ جو ناٹھن اپنے سامنے بیٹھی پولی کو تحفہ پیش کر رہا ہے۔

ویٹر مسکرا کر بولا ”خاتون! یہ صاحب یقیناً آپ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔“ وہ کپ کو کالی سے بھر کر رخصت ہو گیا۔

پولی نے قدرے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ جو ناٹھن کی طرف دیکھا پھر یک بیک متفکرانہ سے لمبے میں بولی ”مجھے اس کو پولیس کے پاس لے جانا چاہیے۔ شاید اس سے پولیس کو مقتول کی شناخت یا کسی اور بات میں مدد ملے۔“

سوالات پر انہوں نے بتایا کہ کنگن ان کے ہاں سے ڈھائی لاکھ ڈالر میں خرید گیا تھا۔ اتنی ہی ہزار اس پر ٹیکس تھا۔ گاہک نے دو لاکھ ڈالر نقد ادا کیے تھے اور باقی ادائیگی ماسٹر کارڈ کے ذریعے کی تھی جو جیمز اسمتھ کے نام تھا جس کا پتا بھی انہوں نے مل کی کاپی سے دیکھ کر بتایا ہے۔۔۔۔۔ اس نے مختصراً پتا بتایا۔

پولی نے کنگن اس دوران میں کلائی میں پن لیا تھا۔ اس کے بازو کی ذرا سی حرکت سے وہ جھللا اٹھتا تھا۔ وہ اس کا جائزہ لیتے ہوئے پولی ”لیکن ہمیں اب بھی یہ معلوم نہیں کہ نورا کون ہے۔ دیکھو۔۔۔ کیا تم جا کر ٹیلی فون ڈائریکٹری میں دیکھ سکتے ہو کہ جیمز اسمتھ کے ہاں فون موجود ہے یا نہیں؟ میں کافی شاپ سے اٹھ کر جانا نہیں چاہتی۔“

جوناتھن سرہلا کر اٹھ کر چلا گیا اور کافی دیر تک واپس نہ آیا۔ پولی کو اس کے بارے میں تشویش ہونے لگی لیکن پھر وہ لوٹ آیا ”ڈائریکٹری میں چار جیمز اسمتھ تھے۔“ اس نے بتایا ”صرف ایک کا ایڈریس وہ تھا جو جیولری اسٹور والے نے

مجھے بتایا تھا۔ میں نے اس کے نمبر پر فون کیا تو مشین نے جواب دیا کہ اس وقت جیمز یا نورا میں سے کوئی بھی فون کا جواب دینے کے لیے موجود نہیں ہے۔“

”اس کا مطلب ہے نورا بھی وہیں رہتی ہے۔“ پولی نے طمانیت سے سرہلایا۔

جوناتھن ایک بڑا سا خاکی لفافہ اور ہوٹل کے لیٹر ہیڈ کے دو ورق میز پر رکھتے ہوئے بولا ”یہ میں استقبالیہ کلرک سے مانگ کر لایا ہوں۔“

پولی نے کنگن اتار کر اس کے ڈبے میں رکھا اور لفافے میں ڈال دیا۔ جوناتھن نے اس پر نورا جیمز کا ایڈریس لکھا اور پوچھا ”تم اس کے ساتھ کوئی پیغام لکھنا پسند کرو گی؟“

پولی نے لیٹر ہیڈ پر صرف اتنا لکھا ”جیمز نے یہ تمہارے لیے خریدا تھا۔“ کاغذ تہ کر کے وہ لفافے میں ڈالتے ہوئے پولی ”اس سے میرے لیے کوئی پریشانی تو کھڑی نہیں ہو گی؟“

جوناتھن نے نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا ”پولیس کے نکتہ نظر سے تو یہ کام اس طرح کرنا ٹھیک نہیں ہے لیکن مجھے

فلسطین کی جنگ آزادی میں شامل ایک پاکستانی جاں باز کی ناقابل فراموش جدوجہد

جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں..... جب خون جگر برفاب ہوا

جاسوسی ڈائجسٹ م سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
علی یار خان کی سرگزشت

مجاہد

کتاب کی صورت (گیارہ حصوں میں مکمل) میں تیار ہے

قیمت فی حصہ -/40 روپے..... ڈاک خرچ -/16 روپے

سات حصے ایک ساتھ منگوانے پر رعایتی قیمت صرف /250 روپے

گیارہ حصے ایک ساتھ منگوانے پر رعایتی قیمت صرف /350 روپے

رعایت حاصل کرنے کے لئے پوری رقم پیشگی بذریعے منی آرڈر ارسال کریں

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس 23

رمضان جیمیز۔ بلوریا اسٹریٹ (نزد دفتر اخبار جنگ) آئی آئی چندر نگر روڈ کراچی۔ 74200

لیے نہیں کہ وہ بہت قیمتی تھا۔ بلکہ اس لیے کہ اس سے خریدنے والے کی محبت ظاہر ہوتی تھی۔

اس نے دیکھا کہ مین روڈ پر لوگ ابھی تک خریداری میں مصروف تھے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگی۔ بہت تیزی سے گھر کی طرف چلتے چلتے اس کی سانسیں پھولنے لگیں تو اس نے اپنی رفتار کچھ کم کی۔ اسے اپنے چہرے پر ٹھنڈی ہوا کا لمس بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ تصور ہی تصور میں دیکھ رہی تھی کہ اس کا شوہر اور اس کے بچے اس کی گمشدگی پر کتنے پریشان تھے اور اس کے اچانک گھر پہنچنے پر کتنے خوش نظر آ رہے تھے۔

وہ عقبی دروازے سے اپنے گھر میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ سبز بلب آن تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ برتن دھو چکی تھی لیکن کسی نے اس کا سوچ آف کرنے کی زحمت نہیں کی تھی تاہم پولی نے یہ سوچ کر دل میں انہیں معاف کر دیا کہ وہ اس کی گمشدگی کی وجہ سے پریشان رہے ہوں گے۔ اسے چاہیے تھا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے ہوئے وہ گھر کے لیے کچھ اصول وضع کر دے کہ گھر کے کام میں سب اس کا کچھ نہ کچھ ہاتھ بٹایا کریں لیکن پھر اس نے سوچا کہ فی الحال انہیں اس اندیشے سے ڈرانا اچھا نہیں لگے گا کہ کبھی وہ سچ سچ انہیں چھوڑ کر جاسکتی ہے۔

وہ تیزی سے لاؤنج کی طرف لپکی۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر اور بچے وہیں بیٹھے تھے، جہاں وہ انہیں چھوڑ کر گئی تھی۔ ان کی آنکھیں لی وی اسکرین پر جمی ہوئی تھیں اور وہ گویا پلک بھی نہیں جھپک رہے تھے حالانکہ اس وقت ”دی نیکسٹ جنریشن“ ختم ہو رہا تھا اور ناموں کی فہرست چل رہی تھی۔ انہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی پولی کو نہیں دیکھا۔

پولی ان کے عقب میں دھم سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ غصے سے اس کی مٹھیاں بھنج گئیں اور کپٹیاں سنسنے لگیں۔ اس کے جسم میں خفیف سا لرزہ طاری ہو گیا۔ غصے کو دبائے کے لیے اس نے دانت بھیجنے لیے۔ رالف اٹھ کر جمائی لینے ہوئے بولا ”بچو! اب تمہیں جا کر سو جانا چاہیے۔“ وہ نہایت ہی سادگی سے پولی سے مخاطب ہوا ”خیر دیکھو گی؟ لی وی کلا چھوڑ دوں؟“

”کیوں نہیں۔۔۔ میں بھی کچھ نہ کچھ تو دیکھ ہی لوں۔“ دانت پیس کر پولی۔ اس دوران میں اس کی انگلیاں جیب میں پڑے کارڈ کو ٹٹول رہی تھیں!

امید ہے کہ نور ایہ ننگن اور لفافہ وغیرہ لے کر پولیس کے پاس نہیں جائے گی۔“ اس نے لفافہ بند کر دیا اور پھر اندازاً اس کا وزن کر کے اپنے بٹوے سے کچھ ٹکٹ نکال کر اس پر چسپاں کر دیے۔

اسی اثنا میں استقبالیہ کلرک کافی شاپ کے دروازے پر نمودار ہوا اور یہ آواز بلند بولا ”پولی نامی خاتون کا کمر تیار ہے۔“

”میں آ رہی ہوں۔“ پولی نے بھی بلند آواز میں جواب دیا اور پھر جو ناخن سے مخاطب ہوئی ”یہ لفافہ میں خود پوسٹ کرنا پسند کروں گی۔“

”ضرور۔۔۔ ضرور۔“ جو ناخن لفافہ اس کے حوالے کرتے ہوئے بولا ”اس نشست اور بات چیت کے لیے تمہارا بہت شکریہ۔ تم سے یہ ملاقات یادگار رہے گی۔“ ”اگر آئندہ تم سے ملاقات ہوئی تو شاید میں تمہارے ساتھ باہر بھی چل دوں۔“ پولی مسکراتے ہوئے بولی۔ اسے وہ شخص اچھا لگا تھا۔ اچانک جیسے اسے کچھ یاد آیا ”اور ہاں۔۔۔ دیکھو۔۔۔ تم اپنے بچوں کو ان کے سوتیلے باپ کی تحویل میں نہ دینا۔“

”تمہارا خیال ہے کہ انہیں میری ضرورت۔۔۔؟“ ”ہاں۔“ پولی بے تابی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی ”انہیں تمہاری بہت ضرورت پڑے گی۔“

وہ اسے اپنا ایک بزنس کارڈ دیتے ہوئے بولا ”آئندہ جب بھی تمہارا اپنے شوہر کو قتل کرنے کو جی چاہے مجھے فون کر دینا۔ میں آ جاؤں گا۔ پہلے ہم باہر بیٹھ کر کچھ بیسٹس گے۔“ وہ دھیرے سے ہنسا ”احتیاطاً میں اپنا پستول لیتا آؤں گا۔ شاید تم اسے استعمال کرنا چاہو۔“

”شکریہ۔“ پولی نے کارڈ جیب میں رکھ لیا۔ جو ناخن کے جانے کے بعد وہ استقبالیہ کاؤنٹر پر پہنچی اور کلرک کو بتایا کہ اس نے کمرالینے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ اس نے کلرک سے معذرت کی، اس کا شکریہ ادا کیا اور خاکی لفافہ سینے سے لگائے ہوئے نکل آئی۔

”میرا خیال ہے میں اپنے شوہر اور بچوں کو جتنی سزا دے چکی ہوں اتنی ہی کافی ہے۔“ وہ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

راستے میں اسے جو ہلا لیٹر باکس نظر آیا، اس نے لفافہ اس میں ڈال دیا۔ اس نے چشم تصور سے دیکھا، اپنے جیمز کی یاد میں روتی ہوئی نور وہ لفافہ کھول رہی تھی۔ ننگن دیکھ کر اس کے آنسوؤں میں حیرت اور خوشی بھی شامل ہو گئی۔ اس